السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

کیا فرماتے ہیں، علماء کرام وماہر فرقان اس مسئلہ میں کہ ایک مدرسہ اسلامیہ اخروی فائدہ کےلیے جاری کیا گیا ہے، جس میں قرآن وحدیث نبوی اور دینیات پڑھایا جاتا ہے، اور آمدنی فقط زکوٰۃ وصدقۃ الفطر وقربانی کی کھالیں، مہتمم مدرسہ لوگوں سے لیتا ہے، (تاکہ غریب طلبہ ومساکین کےلیے اکل وشرب ولباس ودیگر ضروریات مدرسہ میں لگائے) جائز ہے یا نہیں؟ ایک شخص اسے حرام کہتا ہے؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

وباللّٰہِ التوفیق۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم، طا لحمد بولیہ والصلوۃ علی اھلھا۔ مال زکوٰۃ وصدقۃ الفطر وجلود اضاحی طلبہ کی خوراک ولباس وکتب میں صرف کرنا حسب الارشاد: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء بلا اختلاف جائز ہے، اور بناء مدارس و مساجد میں صرف کرنا نیز جائز ہے،

لان قوله تعالیٰ فی سبیل اللّٰہ عام فی الکل فلہذہ المعنی نقل القفال فی تفسیرہ عن بعض الفقھاء انھم اجازوا صرف الصدقات الیٰ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی او بناء الحصون وعمارۃ المساجد انتھیٰ ہذا کہٗ فی الکبیر للرازی رحمۃ اللّٰہ علیہ)) (تحت آیۃ الصدقات))

رہا مہتمم ومنتظم مدرسہ اگر وہ بھی فقیر ومحتاج ہے، تو لاریب مستحق زکوٰۃ ہے، غنی ہے تو زکوٰۃ کا حق دار نہیں، ہاں مہتمم اگر اغنیاء سے مال زکوٰۃ اپنی جدوجہد سے خود فراہم کرتا ہے، گردو نواع میں دورہ کرتا ہے، سفر کی صعوبت و تکلیف برداشت کرتا ہے۔ تو بصیغہ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا بقدر اجرت معروفہ مال زکوٰۃ سے مشاہرہ حاصل کر سکتا ہے۔

((فقیرا کان او غنیا کذا فی جامع البیان وفی جامع البخاری ویذکر عن ابن عباس یعتق من زکوٰۃ مالہ ویعطی فی الحج وقال الحسن ان اشتری اباہٗ من الزکوٰۃ جاز ثم تلا انما الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء الایۃ فی ایہا اعطیت اجزات))

مذکورۃ الصدر اقوال وروایات سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ مال زکوٰۃ طلبہ کی خوراک پوشاک پر صرف کرنا بہر حال جائز بلکہ مستحسن ہے اب کسی کے اقوال چنیں وچناں کی کوئی حقیقت نہیں لیسے شخص کو بدظنی وبدگمانی سے اجتناب پرہیز کرنا ضروری ہے۔

((ہذا ما ظہر لی والحق عند اللّٰہ العلیم والکریم وہا انا العبد القصوری الدعوا محمد حیات تجاوز اللّٰہ تعالیٰ عن تقصیراتہ))

نمبر ۱: الجواب صحیحٌ والمجیب مصیب: مولانا عبد القدیر عفاء اللّٰہ عنہ مدرس مدرسہ رحمانیہ کہنہ

نمبر ۲: الجواب صوابٌ: (مولانا) محمد مدرس مدرسہ محمدیہ عربیہ واڈیٹر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

نمبر ۳: مذکوہر بالا فتویٰ نہایت صحیح ہے۔ مولانا شیر محمد خان صوفی مہتمم مدرسہ رحمانیہ ومبلغ جمیعۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ۔

نمبر ۴: الجواب المذکور صحیح: (مولانا) غلام اکبر عفی اللّٰہ عنہ کھلوی

نمبر ۵: فتویٰ مذکورہ بالا ازروئے دلائل کے بہت صحیح ہے۔ چنانچہ کتب تفاسیر وشروح احادیث کی عبارت درج ذیل ہے۔

قولہ لِلْفُقَرَاءِ وہم فقراء المہاجرین کانوا نحوار بعمائتہ رجل لم یکن لہم بالمدینۃ مساکین ولا عشائر وکانوا یاٰدون الیٰ صفتۃ فی المسجد یتعلمون القرآن باللیل ویرضخون النویٰ بالنہار وکانوا یخرجون فی کل سریتہ یبعثھا رسول اللّٰہ ﷺ وہم)) اصحاب الصفۃ فحث اللّٰہ تعالیٰ الناس علی مواساتہم الخ))

(خازن، ص ۲۲۷ جلد ۱ س ۲۴۹ مطبوعہ مصر)

قولہ دو العامل علیھا والحدیث وافاد حدیث الباب حلہا للعامل علیھا وان کان غنیاً لانہ یاخذ اجرہٗ علیٰ عملہ لا لفقرہ وکذالک من اشتراہا بمالہ فانہا قد وافقت مصرفہا وصارت ملکاً لہ فاذا باعہا فقد باع مالیس بزکوٰۃ حین البیع بل ما ہو ملک لہ))

((وکذالک الغارم تحل لہ وان کان غنیاً وکذالک الغازی یحل لہ ان تیجہز من الزکوٰۃ وان کان غنیاً لانہ ساع فی سبیل اللّٰہ قال الشارع ویلحق بہ من کان قائماً بمصلحۃ عامۃ من مصالح المسلمین کالقضاء والافتاء والتدریس وان کان غنیاً وادخل ابو عبید من کان فی مصلحۃ عامۃ فی العاملین واشار الیہ البخاری حیث قال (باب رزق الحاکم والعاملین علیھا) واراد بالرزق ما یزرقہ الامام من بیت المال لم یقول بمصالح المسلمین کا القضاء والقتیاء والتدریس، فلہ الاخذ من الزکوٰۃ)) ((فیما یقوم بہ مدۃ القیام بالمصلحۃ وان کان غنیاً

قال الطبری انہ ذہب الجمہور الیٰ جواز اخذ القاضی الاجرۃ علی الحکم لانہ یشغلہ الحکم عن القیام بمصالحہ غیر ان طائفۃ من السلف کرہوا ذاک ولم کرموہٗ وقالت طائفۃ اخذ الرزق علی القضاء ان کانت جہۃ الاخذ من الحلال کان جائزاً اجماعاً))

ومن ترکہ فانما ترکہ فانما ترکہ تورعاً الخ ص ۲۰۰ ج ۴ سبل السلام) وعن ام عطیۃ الانصاریۃ قالت دخل النبی ﷺ علی عائشۃ فقال ہل عندکم شئی فقالت لا الا شئی بعثت بہ الینا نسیبۃ من الشاۃ التی البعث لہا من الصدقۃ فقال انہا قد بلغت ((محلہا) وعن انس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی ﷺ اتی بلحم تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو علیہا صدقۃ وہو لنا ہدیۃ الحدیث ص ۵۵ جلد ۶ فتح الباری

پس دلائل مذکورہ واقوال فقہاء ومحدثین سے یہ امر واضح طور سے ثابت ہوگیا کہ مال زکوٰۃ وصدقۃ الفطر وغیرہ جب محل اپنے میں پہنچ جاتا ہے، تو وہ مال حکم زکوٰۃ میں سے نکل کر مال مملوک کا حکم رکھتا ہے، جیسا کہ بخاری کی حدیث بریرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز گھر میں آکر عائشہ رضی اللّٰہ عنہ سے کوئی کھانے کی چیز دریافت کی تو جواب دیا کہ نہیں ہے سوائے اس گوشت کے جو بریرہ کو زکوٰۃ کی بکری کا بھیجا گیا ہے، تب آپ نے فرمایا کہ یہ صدقہ بریرہ پر زکوٰۃ ہے، اور ہمارے لیے اس گوشت کا کھانا بطور تحفہ ہے۔

الغرض مال زکوٰۃ وصدقۃ الفطر وغیرہ دینی علم پڑھنے والوں پر مدرسوں میں خرچ کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔ پس بعد از تملیک مال زکوٰۃ سے تعمیر دینی مدارس وغیرہ بھی جائز ہے۔

((ہذا ما ارشد وا تضح لی من الکتاب والسنۃ وایضاح الصدق والمہدیٰ علی الانسان من اللّٰہ ذی الفضل والاحسان))

(عبدالرحمن حنفی بری)

حنفیہ کے نزدیک اموال زکوٰۃ کے خرچ کرنے میں تملیک بغیر عوض ضروری ہے پس اموال زکوٰۃ طلبہ مساکین کے لباس وخوراک وکتب وغیرہ کے صرف میں تملیکاً خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے، البتہ بناء مدرسہ یا تنخواہ مدرسین میں براہ راست خرچ کرنا حنفیہ کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ لیکن مہتمم اگرانہیں روپیہ کی کسی مسکین سے تملیک کر کے خرچ کرلے۔ تو پھر حنفیہ کے نزدیک بھی جائز ہوگا۔ ہاں خود مہتمم اگر اپنی تنخواہ میں مال زکوٰۃ لے تو اس کو بحیثیت عامل ہونے کے جائز ہے، اگرچہ غنی ہواگر خود مسکین ہو صاحب نصاب نہ ہو تو اس کی تملیک بھی اہل زکوٰۃ کی طرف سے جائز ہوگی اور پھر یہ روپیہ بناء مدرسہ تنخواہ مدرسین میں بھی صرف کرنا جائز ہوگا۔ تعلیم دینی کے بقا کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

مولانا) محمد عبدالرحمن تغمدہ بالعفو والغفران الحنیفی المحمدی مذہباً وابدیٰ وطنا ۲۶ ذیقعد ۱۳۸۵ھ)

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرسہ امینہ دہلی مہر مدرسہ

الجواب صحیح وحق والحق ان یتبع: محمد میاں محمد حنفی عنہ مدرس مدرسۃ العلوم المعروف بمدرسہ حسین بخش دہلی

الجواب صحیح: مولوی عبدالقدیر مدرس مدرسہ ریاض العلوم محلہ مچھلی والا دہلی۔

جواب درست ہے: مولانا عبدالرحمن عفی عنہ مدرس فتح پوری دہلی

ہذا الجواب صحیح: مولانا محمد شفیع عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی۔

ہذا جواب صحیح: مولانا عبدالشکور دیوبندی عفی عنہ دہلی

الجواب صحیح: مولانا ضیاء الحق عفی عنہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

ہذا جواب صحیح: مولانا عبدالشکور دیوبندی عفی عنہ دہلی

الجواب صحیح: مولانا ضیاء الحق عفی عنہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح: مولانا سکندرالدین عفی عنہ دہلی

اموال زکوٰۃ طلبہ مسکین کی خوراک ولباس میں بطریق تملیک درست ہے البتہ تنخواہوں میں درست نہیں نہ مدرسین کی تنخواہ میں نہ مہتمم مال کی تنخواہ میں۔ البتہ بعد تملیک درست ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مولانا ضیاء اللہ عفی عنہ مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ ماقال مفتی محمد کفایت اللہ صاحب حق صحیح صریح۔ (مولانا) مسعود احمد عفی عنہ ۱۳۴۸ھ دارالعلوم: دیوبند

ہذا الجواب صحیح: مولانا عبدالوہاب عفی عنہ حنفی مدرسہ مولوی عبدالوہوب دہلی۔ جواب صحیح ہے صرف تنخواہ مہتمم مال زکوٰۃ سے محل تامل ہے۔ مولانا اشفاق الرحمن مدرس فتح پوری دہلی

الجواب صحیح: مولانا عبداللہ مدرس مدرسہ ریاض العلوم مچھلی والا دہلی۔ الجواب صحیح: مولانا محمد حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ حنفی دہلی

الجواب صحیح مولانا محمد عبدالمالک عفی عنہ حنفی مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی۔ الجواب صحیح الصواب: مولانا شاہ محمد الطاف الرحمان فاروقی حنفی بانی مدرستہ نعمانیہ دہلی

الجواب صحیح مولانا سید عبدالمجید مہتمم مدرسہ نعمانیہ حنفیہ عربیہ مہر مدرسہ ہذا۔ الجواب صحیح: مولانا عبدالجلیل مدرس مدرسہ نعمانیہ، دہلی

الجواب صحیح: مولانا محمد اسحاق عفی عنہ حنفی مدرس مدرسہ حسینہ دہلی۔ الجواب صحیح: مولانا عبدالغفار مہتمم مدرسہ یعقوبیہ دہلی

الجواب لاخیر صحیح: مولانا محمد یحییٰ عفی عنہ حنفی المذہب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی۔ مولینا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا جواب صحیح ہے۔ مولینا محمد شرف اللہ الدرس مدرسہ شاہی فتح پوری دہلی

مفتی کفایت اللہ صاحب کا جواب ماصواب ہے۔ مولینا سلطان محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔

مفتی کفایت اللہ صاحب کا جواب صحیح ہے۔ حررہ علم الدین حصاروی سوزی ہجرانوی

طلبہ مساکین کی خوراک ولباس میں زر زکوٰہ وصدقۃ الفطر بغیر تملیک کے جائز ہے البتہ تنخواہ مدرسین وکفن میت وبناء مسجد ومدارس میں بغیر تملیک جائز نہیں، بعد تملیک کے جائز ہے مولانا نورالحسن عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی حضرت مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مہتمم ومدرس اول مدرسہ امینہ مدظلہٗ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے یہی صحیح ہے اس جواب میں جن حضرات نے تملیک کی شرط کو تکلف کہا ہے یا غیر ضروری قرار دیا ہے وہ مسلک حنفیہ کے مخالف ہیں۔

مولانا محمد اعزاز علی مدرس دارالعلوم دیوبند

قربانی کی کھال بجنسہٖ طالب علم کی ملک کردی جائے تو اب اس کو اختیار ہے کہ اس کو بیچ کر استعمال کرے، یا اس کو بجنسہٖ استعمال کرے اور جب اس کو طالب علم کی ملک کردیا گیا تو اس کے بعد مہتمم مدرسہ کا اس کھال کو اس سے مدرسہ کے لیے لینا درست نہیں، کیونکہ وہ خوشی سے نہ دے گا۔ محض شرم وحیا سے دے گا اور حدیث میں ہے ((الالایحل مال امرء مسلم الابطیب نفس منہ)) اور زکوٰۃ وصدقہ فطر وقربانی کی کھال کا مصرف سب سے بہتر طلبہ علم دین ہیں بشرطیکہ اہل قرابت میں کوئی مصرف نہ ہو یا ہو اور ان کی امداد کی زیادہ محتاج نہ ہو ورنہ قربت اولیٰ ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ وصدقہ کے صرف کرنے کو طلبہ پر حرام کہے وہ غلط کہتا ہے اس کے پاس اس قول کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مولانا محمد ظفر احمد منجانب مفتی مولانا شاہ محمد اشرف علی حکیم الامت تھانہ بھون خانقاہ امدادیہ ضلع مظفر نگر یکم ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

جواب:... مذکورہ بالا مطابق قرآن وحدیث اور فقہ مجتہدین کے نہایت صحیح ہے اور انکار کرنا اور لوگوں کے دلوں میں خلل ڈالنا کار خیر میں شیطانیت اور گمراہی ہے۔

(مولانا مولوی عبدالرزاق عفی عن کان اللہ لہٗ صدر مدرس مدرسہ حنفیہ ریاض العلوم شہر دہلی (مہر مدرسہ ریاض العلوم دہلی

جواب:... مجیب اول کا صحیح ہے۔ تملیک کی شرط قرآن وحدیث کی تصریحات سے ثابت نہیں اور یہی مسلک اہل حدیث کا ہے۔ ہاں احناف کے نزدیک شرط ہے سو مفتی صاحب کے جواب سے اس کی تطبیق وتوجیہ ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ مدرسہ میں زکوٰۃ کا صرف کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ جو بوجہ وسوسہ منع کرے وہ بے خبر ہے اس کی پروا نہ کی جائے۔

مولانا) ابوسعید محمد شرف الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ میاں صاحب مرحوم دہلی۔)

بے شک مجیب اول کا جواب مطابق قرآن وحدیث کے ہے، اسی کو درست جاننا چاہیے باقی سب تکلفات ہیں مال زکوٰۃ جملہ امور خیر میں صرف ہوسکتا ہے فی سبیل اللہ آیت قرآنی کا عام ہے اس کا مخصص کوئی آیت یا حدیث نہیں لہٰذا مدارس دینیہ کا اجراء مال زکوٰۃ سے کیا جائے اور طلبا واساتذہ پر بے تائل خرچ کیا جائے۔ شخص مذکور فی السوال مفسد معلوم ہوتا ہے۔ اس کے دھوکے سے لوگوں کو بچنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

مولانا) ابوزبیر محمد یونس غفرلہٗ مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی)

!بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

اموال زکوٰۃ وصدقہ فطر کے قربانی کی کھال وصدقات نفلی ہر ایک کو مدارس دینیہ وکتب دینیہ وتجہیز موتی وقبور وغیرہ امور خیر میں صرف کرنا درست ہے۔ طلبہ کو کھانا وضروریات لباس وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے۔ اگر

ضرورت پڑے تو تعمیر مساجد میں صرف کرنا درست ہے۔ اس امر پر یہ آیت دلیل ہے۔

(اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّـفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ (التوبہ:۶۰

فی سبیل اللہ عام ہے۔ جس سے دین الٰہی وذکر الٰہی کی ترقی ہو۔ کل وجوہ میں صرف کرنا درست ہے حج وعمرہ کو رسول اللہ ﷺ نے فی سبیل اللہ فرمایا ہے۔ حج عمرہ بھی اموال زکوٰہ سے کرانا درست ہے اور جو علماء تبلیغ شریعت کرتے ہیں یا درس وتدریس میں مصروف ہیں زکوٰۃ سے ان لوگوں کی خدمت کی جائے درست ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ میں لام تملیک لینا بے سند ہے۔ لام کے اکیس بائس معنی آتے ہیں، لام استحقاق کےلیے بھی آتا ہے۔ اورلام بمعنی فی بھی آتا ہے۔ اورلام یہاں کا بھی آتا ہے نہ تملیک۔ حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں۔

(وفی مصیر منہ الی ان اللام وفی قولہ للفقراء لبیان المصرف لاللتملیک)) (فتح الباری جلد ۱ ص ۴۳))

مجیب اول کا جواب صحیح ہے۔ (حررہ مولانا) احمد اللہ غفرلہٗ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی ۴۸۔ ۱۱۔ ۲۹

**خلاصہ:**... فتاویٰ علماء دین کا یہ ہے کہ مال زکوٰۃ کے روپے سے اسلامی مدرسہ قائم کرنا اور مسجد وغیرہ تیار کرنا اور طلبہ کی کتابوں اور کپڑے خوراک وغیرہ میں مال زکوٰۃ کا خرچ کرنا جائز ہے طلباء اپنی زکوٰۃ اپنی ملکیت میں لے کر خود صرف کریں یا کوئی مہتمم مدرسہ وصاحب زکوٰہ مال زکوٰۃ کو طلبہ کی طرف سے صرف کرے دونوں طرح زکوٰۃ کا مدرسہ وغیرہ میں مال زکوٰۃ خرچ کرنا جائز ہے طلباء مال زکوٰۃ اپنی ملکیت میں لے کر خود صرف کریں یا کوئی مہتمم مدرسہ و صاحب زکوٰۃ مال زکوٰۃ کو طلبہ کی طرف سے صرف کرے، دونوں طرح زکوٰۃ کا مدرسہ وغیرہ میں صرف کرنا۔ بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ودرست ہے۔ کہ جیساکہ حنفی واہل حدیث کے مفتی علماء نےاپنے مذکورہ بالا افتادوں میں کھلم کھلا اور خلاصہ طور پر لکھ دیا ہے۔ الغرض زکوٰۃ وصدقۃ الفطر وغیرہ کے مال سے مدرسہ بنانا اور طلبہ کی ہر ایک ((لابدّ)) ضروریات میں صرف کرنا قرآن وحدیث وفقہ یعنی شریعت سے افضل و بہتر ثابت ہوچکا ہے اور اب جو ہے اب جو شخص اپنی جہالت ونادانی کی وجہ سے لوگوں کو کہے کہ مال زکوٰۃ مدرسہ میں طلباء کو دینا یا مال زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا حرام وناجائز ہے۔ وہ جھوٹا اور علم دین سے بے خبر وجاہل ہے۔ اس کو اپنی ہٹ دھرمی وسینہ زوری سے توبہ کرکے خدائے قدوس غفور رحیم کے دربار عالی میں دست بستہ کھڑے ہوکراپنے گناہوں کی معافی مانگنی واجب وضروری ہے۔

نور محمد پنجابی شاگرد مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ رائیکورٹ ضلع لدھیانہ

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 7 ص 215-222

محدث فتویٰ